مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں

۱......آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کے تقدّس کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

۲......کیا میلاد کا مروّجہ طریقہ کار جائز ہے؟

۳......میلاد کے دوران کھڑے ہونے کا کیا حکم ہے؟

دار الافتاء

سائل۔یوسف غنی عفی عنہ

الجواب حامداً ومصلیاً

۱......اگر بال کے بارے میں یہ سند نہ ہو کہ وہ آنحضرت ﷺ کا ہے تو اسکی تعظیم وتکریم لا حاصل ہے اور اگر کوئی سند ہے تو اسکی تعظیم کرنے میں اجروثواب ہے بشرطیکہ حدّ شرع سے نہ بڑھے۔(مأخذہ امداد الفتاویٰ ۴/۵٦)

فی الصحیح للبخاری ۸۷۵/۲

حدّثنا مالک بن اسماعیل قال حدثنا اسرائیل عن عثمان بن عبداللّٰہ بن موھب قال أرسلنی أھلی إلیٰ امّ سلمة بقدح من ماء وقبض اسرائیل ثلٰث أصابع من قصة فیه شعر من شعر النبی ﷺ وکان إذا أصاب الانسان عین أو شئی بعث إلیھا مخضبه فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراً۔

۲...... آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا تذکرہ تمام مسلمانوں کیلئے موجبِ خیروبرکت اور باعثِ فخروسعادت ہے، لیکن شریعت نے ہر کام اور عبادت کیلئے کچھ حدودوقواعد مقرر کئے ہیں، ان حدودوقواعد کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر عمل کا انجام دینا ضروری ہے اور ان سے تجاوز کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے، اسکی سادہ سی مثال یہ ہے کہ نماز اہم ترین عبادت ہے لیکن آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح سیرتِ طیبہ کے مبارک تذکرے کے بھی کچھ حدودوقیود ہیں، مثلاً سیرت کے تذکرے کو کسی معین تاریخ یا مہینے کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ سال کے ہر مہینے اور مہینے کے ہر ہفتے اور ہفتے کے ہر دن میں اسے یکساں طور پر باعثِ سعادت سمجھا جائے اور اسکے لئے کوئی بھی جائز طریقہ اختیار کرلیا جائے، مثلاً سیرت پر لکھی گئی معتبر کتابوں کے مطالعہ کا معمول بنالیا جائے وغیرہ، ایسا کرنا نا صرف جائز بلکہ باعثِ اجروثواب ہے مگر ان تمام مفاسد اور منکرات سے مکمل طور پر اجتناب کیا جائے جو عام طور پر مروّجہ میلاد کی محفلوں میں پائے جاتے ہیں، انمیں سے بعض مفاسدومنکرات درج ذیل ہیں۔

۱. ماہِ ربیع الأول کی بارہ تاریخ کو خصوصیت کے ساتھ محفلِ میلاد منعقد کرنا یا عید میلاد النبی ﷺ منانا، کیونکہ اسکا کوئی ثبوت حضراتِ صحابہ کرام وتابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین کے مبارک دور میں نہیں ملتا لہٰذا آپ ﷺ کے ذکر

کو کسی معین تاریخ یا مہینے کے ساتھ مخصوص کرلینا دین میں اضافہ اور بدعت ہے۔

۲. ان محفلوں کے انعقاد میں ریاء اور نام ونمود شامل ہونا۔

۳. اگر کوئی شخص ایسی محفلوں شریک نہ ہوتو اسے برا سمجھنا۔

۴. ایسی محفلوں میں حلوہ یا مٹھائی کی تقسیم کو لازم سمجھنا۔

۵. مٹھائی، حلوہ وغیرہ کیلئے لوگوں سے چندہ وصول کرنا جسمیں لوگ عموماً لحاظ ومروّت کی خاطر یا جان چھڑانے کیلئے چندہ دے دیتے ہیں اور حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال اسکی خوشدلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

۶. ان محفلوں میں ضرورت سے زائد روشنی اور چراغاں کا اہتمام ہونا، انکی سجاوٹ میں حد سے زیادہ تکلف کرنا اور غیر ضروری آرائش پر حد سے زیادہ اخراجات کرنا جو بلاشبہ اسراف میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔

۷. جلسوں کے انتظامی انہماک کی وجہ سے یا رات کو دیر تک جاگنے کے سبب فرض نماز ترک کرنا یا اسکا قضاء ہوجانا اور مرد وزن کا آزادانہ اختلاط جیسے خلافِ شرع امور اور گناہ کبیرہ کا بے دریغ ارتکاب کرنا۔

۸. ان محفلوں میں بعض دفعہ بے احتیاطی کی وجہ سے ایسی کہانیاں بیان کردی جاتی ہیں جو صحیح ومعتبر روایات سے ثابت نہیں ہوتیں حالانکہ اس مقدّس موضوع کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح روایات سے ثابت شدہ واقعات نہایت احتیاط کے ساتھ بیان کئے جائیں۔

۹. آنحضرت نے ہر شعبہ زندگی سے متعلق واضح ہدایات اور تعلیمات بیان فرمائی ہیں، اسکا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تمام تعلیمات پر روشنی ڈالی جائے۔ عبادات، معاملات، معاشرت اور اعمال واخلاق پر سیر حاصل گفتگو ہو لیکن یہ عام مشاہدہ ہے کہ آج کی زیادہ تر میلاد کی محفلوں میں صرف آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کیا جاتا ہے یا زیادہ سے زیادہ آپکے معجزات کا بیان ہوجاتا ہے لیکن عموماً تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق جامع تعلیماتِ نبوی کا بیان نہیں ہوتا اور انکی جگہ خرافات، مفاسد اور منکرات نے لے لی ہے اور یہ مجلس میں شامل ہوجاتے ہیں۔

لہٰذا مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر مروّجہ میلاد کی محفلیں واجب الترک ہیں، البتہ اگر ان مفاسد میں سے کوئی بھی نہ ہو اور شرعی حدود وآداب کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت کی کوئی محفل محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر منعقد کرلی جائے تو اسمیں ان شاءاللہ سراسر خیر وبرکت ہے۔ (ماخذہ تبویب ۲۶۴/۸۷)

۳......مروّجہ محفلِ میلاد میں قیام کرنا بالکل من گھڑت ہے، شریعتِ اسلام میں اسکا کہیں ثبوت نہیں، حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک جماعت میں کسی ایک سے بھی آنحضرت کے ذکرِ ولادت کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا ثابت نہیں۔ (ماخذہ تبویب ۱۵۳/۷۶)

فی سبل الرشاد فی سیرة خیر العباد للامام محمّد یوسف الصالحی الشامی

المتوفیٰ سنة ٩٤٢، الصفحة ٣٤٤، المجلّد ١ (مطبوعة دار الكتب العلمية)

جرت عادة كثير من المحبّين اذا سمعوا بذكر وضعه ﷺ أنّ يقوموا تعظيماً لهٗ وهٰذا القيام بدعة لا أصل لهٗ اه

فی اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم لابن تيمية ما نصّه :

وكذالک ما يحدّثه بعض الناس إمّا مضاهاةً للنصاریٰ فی ميلاد عيسیٰ ؑ وإمّا محبّةً للنبیﷺ وتعظيماً والله قد يثيبهم علیٰ هذه المحبّة والاجتهاد لا علی البدع من اتخاذ مولد النبیﷺ عيداً مع اختلاف الناس فی مولدہٖ فإنّ هذا لم يفعله السلف مع قيام المقتضی له وعدم المانع منه لو كان خيراً . ولو كان هٰذا خيراً محضاً أو راجحاً لكان السلف ؓ أحق بہٖ منا فإنّهم كانوا أشد محبّة لرسول الله ﷺ وتعظيماً لهٗ منّا وهم على الخير أحرص. وإنّما كمال محبّتہٖ وتعظيمه فی متابعتہٖ وطاعتہٖ واتباع أمره الخ. (الصفحة ٨٤، المجلّد ٢، المطبوعة دار عالم الكتب)

واللہ تعالیٰ اعلم

بلال قاضی

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۱۴۲۹/۴/۳ھ

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف عفا اللہ عنہ

۱۴۲۹/۴/۳ھ